عمومِ بلویٰ کی تطبیقی شرائط ایک تحقیقی جائزہ

Conditions for Application of the Principle of General Affliction in Islamic Law: A critical analysis

حافظ عبدالباسط خان**

Abstract:
General affliction (Umūm al-Balwā) is considered to be among seven reasons for mitigation in Islamic law. It is defined by Muslim jurists as conceding an impermissible practice becoming unavoidable for people at large to an extent that nobody gets rid of it. Keeping in view the consequences of this principle they have provided with all necessary details of it. The most important condition for application of this rule is that impermissibility of the issue that had become General affliction must not be established by divine text. Furthermore, state of necessity must be factual not fanciful. They have clearly stated that this principle brings mitigation only where necessity is not limited to some people but it must be prevailed in society. The use of gelatin derived from pig may be permissible on two grounds; principle of denaturation and principle of General affliction.

Key Words: General Affliction, Islamic Law, Contemporary Jurisprudential Issues

فقہاء نے احکام شرعیہ میں تخفیف کا سبب بننے والے سات اسباب بیان فرمائیں ہیں جنہیں "اسباب تخفیف" کہا جاتا ہے یہ وہ اسباب ہیں جن کے تغیر سے احکام شریعت میں تغیر رونما ہوتا ہے۔ان اسباب کی بنیاد پر احکام شریعت میں تغیر کا سلسلہ عہد رسالت سےلےکر ہنوز جاری ہے۔ انہی اسباب میں سے ایک سبب " عمومِ بلویٰ" ہے۔حرج و مشقت کے ازالہ میں "عمومِ بلویٰ" کو اہم حیثیت حاصل ہے اور اس کا دائرہ اثر بھی خاصا وسیع ہے۔عصر حاضر کے بہت سے پیچیدہ مسائل کی بنیاد"عمومِ بلویٰ"پر ہے اس لئے اس کی تنقیح ضروری ہے۔

عموم ِبلویٰ کا معنی ہے مصیبت کا عام ہوجانا،آزمائش میں مبتلا ہوجا نا اور سب کا یا اکثر کا کسی مصیبت میں پھنس جانا ہے ۔ عموم ِبلویٰ دو لفظوں کا مرکب ہے:1-عموم 2- بلویٰ

*پی ایچ ڈی سکالر ،شیخ زاید اسلامک سنٹر،پنجاب یونیورسٹی لاہور، پاکستان
** اسسٹنٹ پروفیسر ،شیخ زاید اسلامک سنٹر،پنجاب یونیورسٹی لاہور، پاکستان

مناسب یہ ہی کہ ان دونوں الفاظ کے لغوی معنی کو الگ الگ بیان کردیا جائے تاکہ اس مرکب لفظ کی تشریح وتفہیم بہتر انداز سے ہوسکے۔

عموم کے لغوی معنیٰ:

عموم کے لغوی معنیٰ عام ہونا ،شامل ہونا پھیل جانا ،احاطہ کرنا ،اورکثرت کے ہیں ۔ یہ باب نصر ینصر سے ہے اور اس کے حروف اصلیہ (ع،م،م) ہیں اور یہ عم یعم کا مصدر ہے ۔ صاحب "مختار الصحاح" فرماتے ہیں:

العامة ضد الخاصة و عَمَّ الشيء يعم بالضم عُمُوما أي شمل الجماعة يقال عَمَّهم بالعطية۔ [1]

عام خاص کی ضد ہے اور اس کا معنی ہے چیز عام کاہوجانااور پیش کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کا اطلاق پوری جماعت پر ہوتا ہے جیسے کہا جاتا ہے ان سب کو عطیہ میں شامل کرلیا۔

علامہ راغب اصفہانی عموم کے معنی پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

العموم وهو الشمول وذلك باعتبار الكثرة . ويقال عمهم كذا وعمهم بكذا عما وعموما والعامة سموا بذلك لكثرتهم وعمومهم في البلد [2]

عموم کا معنی شمول ہے اور یہ کثرت کے اعتبار سے ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ چیز عام ہوگئی اور پبلک کو" العامة "کہا جاتا ہے اس لیے کہ شہرمیں عام لوگوں کی کثرت ہوتی ہے۔

علامہ جرجانی اپنی شہرہ آفاق کتاب"التعریفات" میں عموم کا لغوی معنی لکھتے ہوئے رقمطراز ہیں:

العموم في اللغة عبارة عن إحاطة الأفراد دفعة [3]

عموم کا لغوی معنی ہے ایک ساتھ افراد کا احاطہ کرنا۔

عمیم الاحسان برکاتی نے یہ معنی بیان کیے ہیں:

عموم کالغوی معنیٰ ہے افراد کو شامل ہونا اور افراد کا ایک ساتھ احاطہ کرنا ہے۔[4]

الموسوعۃالفقھیۃ الکویتیۃ میں یہ معنی بیان ہوئے ہیں:

العموم :(باب نصر سے) عم يعم عموما کا مصدر ہے، اس سے اسم فاعل " عام "ہے اور لغت میں اس کے بعض معانی: شامل ہونا اور عام ہونا ہے،کہا جاتا ہے : عم المطر البلاد :پورے ملک میں بارش ہوئی، اور اسی معنی میں اہل عرب کا قول ہے: عمهم بالعطية یعنی ان سب کو عطیہ میں شامل کرلیا ،اور کہا جاتا ہے: خصب عام (عام خوش حالی) جبکہ زرخیزی اور خوش حالی شہروں اور شہر والوں کو شامل ہو۔[5]

اصولیین کے نزدیک عام کا معنی:

کتب اصول فقہ میں بھی عموم کا لفظ شمول وتناول کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔"فواتح الرحموت" میں ہے:

العموم لغة وعرفا (لمطلق الشمول وهو معقول في المعنى) كما في اللفظ كعموم المطر للبلاد والصوت للسامعين [6]

عموم کا لغوی اور عرفی معنی مطلقا شمول ہے اور معنی کے مناسب بھی یہی ہے جیسا کہ الفاظ میں ہے، جیسے شہروں کے لیے بارش کا اور سامعین کے لیے آوازوں کا عموم و شمول ہے۔

نور الانوار میں ہے :

اماالعام:فما يتناول افراد متفقة الحدود على سبيل الشمول [7]

عام وہ لفظ ہے جو ایسے تمام افراد کو ایک ساتھ مجموعی طور پر شامل ہو جو متفقۃ الحدود ہوں۔

بلویٰ کے لغوی معنیٰ:

بلویٰ کے لغوی معنیٰ آزمائش ،امتحان،جانچنا ،مشقت اور تکلیف کے ہیں ۔ یہ باب نصر ینصر سے ہے اور اس کے حروف اصلیہ (ب،ل،ی) ہیں اور یہ بلا، یبلو کا مصدر ہے۔

مختار الصحاح میں ہے:

البلية و البَلْوى و البَلاَءُ واحد والجمع البَلاَيا [8]

البلية و البَلْوى و البَلاَءُ یہ تمام الفاظ ہم معنی ہیں اور ان کی جمع بلایا ہے۔

ابن اثیرالجزری نے النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر میں یہ معانی بیان کیے ہیں:

والابتلاء في الأصل الاختبار والامتحان . يقال بلوته وأبليته وابتليته [9]

اصل میں ابتلاء سے مراد آزمائش اور امتحان ہے۔جیسے کہا جاتا ہے میں نے اس کو آزمایا۔

صاحب "لسان العرب" نے بھی یہی معنی بیان کیے ہیں۔ [10]

خلیل بن احمدفراہیدی کہتے ہیں:

والبليّة الدابة التي كانت تُشدُّ في الجاهلية على قبر صاحبها رأسها في الوليّة حتى تموت [11]

بلیہ اس اونٹنی کو بھی کہتے ہیں جس کو ایام جا ہلیت میں اس کے مالک کی قبر پر باندھ دیا جاتا تھا اور اس کو چارہ پانی کچھ نہیں دیا جاتا تھا یہاں تک کہ وہ مرجاتی تھی۔

مفردات راغب میں ہے:

تکلیف کو کئی وجوہ سے بلاء کہا گیا ہے ایک تو اس وجہ سےکہ تکا لیف بدن پر شاق ہوتی ہیں اس لئے انہیں بلاء سے تعبیر کیا جاتا ہے ۔

دوم یہ کہ تکلیف بھی ایک طرح سے آزمائش ہوتی ہے ۔ یہی وجہ ہےکہ اللہ عزوجل نے فرمایا :

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّى نَعْلَمَ الْمُجاهِدِينَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِينَ وَنَبْلُوَا أَخْبارَكُمْ [12]

اور ہم تو لوگوں کو آزمائیں گے تاکہ جو تم میں لڑائی کرنے اور ثابت قدم رہنے والے ہیں ان کو معلوم کریں ۔

سوم اس لئے کہ اللہ تعالٰی کبھی تو بندوں کو خوش حالی سے آزماتے ہیں کہ

شکر گزار بنتے ہیں یا نہیں اور کبھی تنگی کے ذریعہ امتحان فرماتے ہیں کہ ان کے صبر کو جانچیں ۔ لہٰذامصیبت اور نعمت دونوں ہی آزمائش ہیں ۔ [13]

"التعاریف"میں عبد الرؤف مناوی لکھتے ہیں:

البلاء كالبلية وسمي الغم بلاء لكونه يبلي الجسد [14]

بلاء بلیۃ کی مانند ہے اور غم کو بلاء اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ جسم کوگھلا دیتا ہے۔

مذکورہ لغوی معانی سے یہ بات واضح ہوئی کہ بلویٰ،مشقت،مصیبت،غم، تکلیف،آزمائش،امتحان،جانچنا پرکھنا،بوسیدہ کرنا،تھکا دیناور تجربہ کرنے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ [15]

ابتلاء کافقہی معنی:

فقہاء کے نزدیک ابتلاءکے لفظ کا اطلاق حرام پر بھی ہوتا ہے علامہ زیلعی نے"تبيين الحقائق" میں لکھا ہے:

ودلت المسألة على أن الملاهي كلها حرام حتى التغني بضرب القضيب، وكذا قول أبي حنيفة ابتليت يدل على ذلك؛ لأن الابتلاء يكون بالمحرم [16]

یہ مسئلہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جملہ لہو ولعب حرام ہیں،اسی لیے امام ابو حنیفہؒ کا یہ قول "میں مبتلا ہوگیا"اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ابتلاء حرام میں ہوتا ہے۔

مفتی نظام الدین"بلویٰ"کے دارئرہ کار کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

محنت،مشقت،امتحان، آزمائش مصیبت، انتہاکوپہنچ جائے تو ضرورت ہے ورنہ کم از کم حاجت ضرور ہےیوں ہی محنت ومشقت وغیرہ سے بچنا اختیاری بھی ہو سکتا ہے اور اضطراری یعنی غیر اختیاری بھی۔درج بالا معانی کے پیش نظر لفظ بلویٰ ضرورت، حاجت،اختیاری، غیر اختیاری سب کو عام ہے۔فنا ہونا ، نیست ونا بود ہونا، عاجز ہونا، یہ معنی اضطرار وضرورت کے مفہوم پردلالت کرتا ہے ، ان معانی کے لحاظ سے بلویٰ غیر اختیاری وضروری امور کے ساتھ خاص ہوگا۔ [17]

عمومِ بلویٰ کی تشریح:

اب عموم اور بلویٰ دونوں الفاظ کو یکجا کیا جائے تو عمومِ بلویٰ کی یہ تشریح سامنے آتی ہے ۔

سب کا مشقت،مصیبت،آزمائش اور تکلیف سے دو چار ہوجانا عاجز آجانا اور امر ممنوع میں مبتلا ہوجانا۔

عمومِ بلویٰ کی اصطلاحی تعریف:

فقہاء متقدمین نے اسباب تخفیف میں عمومِ بلویٰ کا ذکر تو کیا ہےمگر اس کی جامع مانع تعریف ان کے ہاں نہیں ملتی اسی طرح ان کی کتب میں صراحتا عمومِ بلویٰ کے نام اور عنوان سے ذکر نہیں ملتا۔البتہ فقہاء کی ایک

بڑی جماعت کے ہاں اس کی جزئیات اور فروعات کا ذکر ان کی کتب میں پایا جاتا ہے۔

علامہ صنعانی نےیہ تعریف بیان کی ہے:

ومعنی عموم البلوی شمول التکلیف لجمیع المکلفین أو اکثرھم [18]

عموم ِبلویٰ کامعنی یہ ہے کہ تمام مکلفین یا اکثر کو تکلیف کا سامنا ہو۔

قطب مطفی کی تعریف:

شیوع المحظورشیوعا،یعسر علی المکلف معه تحاشیه [19]

ممنوع چیز کا اس طرح پھیل جانا کہ مکلف کے لئے بچنا دشوار ہوجائے۔

عبدالکریم زیدان کی بیان کردہ تعریف:

ومن عموم البلویٰ شیوع ما یتعرض له الانسان بحیث یصعب التخلص منه [20]

عمومِ بلویٰ یہ ہے کہ اس چیز کا پھیل جانا جس سے خلاصی حاصل کرنا انسان کے کے لئے مشکل ہو۔

ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی نے یہ تعریف بیان کی ہے:

شیوع البلاء بحیث یصعب علی المرء التخلص اوالابتعاد عنه [21]

مصیبت کا اس طرح پھیل جانا کہ انسان کا اس سے خلاصی پانا اور دور رہنا مشکل ہوجائے۔

معجم لغۃالفقہاء میں دو تعاریف بیان ہوئی ہیں :

1- عموم البلوی: شیوع الامر وانتشارہ علما أو عملا مع الاضطرار إلیه۔[22]

عمومِ بلویٰ نام ہے کسی امر کے لوگوں کے ما بین علمی یا عملی اعتبار سے اس طرح شائع اور ذائع ہوجانے کا کہ لوگ اس کے اختیار کرنے پر مجبور ہوں۔

2- عموم البلوی: شیوع المحظور شیوعا " یعسر علی المکلف معه تحاشیه [23]

عمومِ بلویٰ نام ہے: ممنوعات کے اس طرح شائع ذائع ہوجانے کا کہ اس کے عدم استعمال سے مکلف دشواری وپریشانی میں مبتلا ہوجائے۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی عمومِ بلویٰ کے بارے میں فرماتے ہیں:

’’ عمومِ بلویٰ سے مراد کوئی ایسی (ناپسندیدہ یا نا مناسب) حالت جو اتنی عام ہوجائے اور اس قدر پھیل جائے کی اس سے بچنا مشکل ہوجائے۔ عمومِ بلویٰ کے نتیجہ میں بعض احکام میں تخفیف ہوجاتی ہے۔عمومِ بلویٰ کا عام اصول یہ ہے کہ جن معاملات میں نص قطعی موجود نہ ہو وہاں عمومِ بلویٰ کی وجہ سے مکروہات میں تخفیف کی جاسکتی ہے۔‘‘ [24]

ڈاکٹر عبد المالک عرفانی نے عمومِ بلویٰ کی یہ تعریف بیان کی ہے:

عمومِ بلویٰ سے مراد کسی بلا ،مصیبت یا شدید مشقت کا اس قدر عام ہو جانا ہے کہ لوگوں کے لیے اس سے بچنا مشکل ہوجائے۔[25]

فقہاء کی بیان کردہ تعریفات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عمومِ بلویٰ سے مراد کسی امر ممنوع کا اس طرح پھیل جاناہےکہ اس سے پہلو تہی کرنا مکلفین کے لئے صعوبت کا سبب ہو اور شریعت کا مطمع نظر مکلفین سے صعوبتوں کا ازالہ ہے۔

خصوص البلویٰ:

جب کوئی مصیبت،تکلیف،مشقت،تنگی یا ضرر عام ہوجائے تو فقہاء اسے عمومِ بلویٰ میں شمار کرتے ہیں۔اس کے برعکس جب یہی صورت خاص مواقع پر یا خاص حالات میں رونما ہو یا خاص افراد کو یا اکا دکا افراد کو اس کا سامنا ہو تو اسےخصوص البلویٰ کہا جاسکتا ہے ۔اس کی مثال سلسل البول کے مریض کی ہے اور اس شخص کی ہے جسے مذی کا مرض لاحق ہو اور اس عورت کی ہےجسے بچے کو دودھ پلانے کی وجہ سے ایسی نقاہت کا سامنا ہو کہ وہ روزے رکھنے پر قادر نہ ہو۔

خصوص البلویٰ کی صورتیں:

ڈاکٹر عبد المالک عرفانی نے خصوص البلویٰ درج ذیل صورتیں بیان کی ہیں۔

1۔ دفاع نفس 2۔نقص طبعی 3۔سفر 4۔مرض

5۔موسمی حالات

6۔سکران 7۔نسیان 8۔جہل 9۔جنگ [26]

حجیت عمومِ بلویٰ:

شریعت میں اصل چیز تو مکلفین کے لئے آسانی پیدا کرنا ہے اور ان سے حرج،تنگی اور ضرر کو دور کرنا ہے اور ہر وہ چیز جو مکلفین کے لئے تنگی ، مشکل اور تنفیر ناس کا سبب ہوشریعت میں اس کا حکم ساقط ہوتا ہے۔قرآن وحدیث میں اس کے بہت سے دلائل موجود ہیں نمونہ کے طور پر چنددلائل مندرجہ ذیل ہیں۔

قرآن کی روشنی میں:

1- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنْكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِنْ قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُمْ مِنَ الظَّهِيرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوَّافُونَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ [27]

اس آیت مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خدام اور بچوں کا گھروں میں آنا جانا بکثرت ہوتا ہے اور ان پر اجازت کی پابندی لگانادشواری اور تنگی کا سبب ہے۔اس آیت مبارکہ میں عدم استیذان کی علت یہ بیان فرمائی

ہے: طَوَّافُونَ عَلَيْكُمْ مفسرین نے اس کا معنی خدمت بیان فرمایا ہے یعنی وہ (خدام اور بچے)تمہارے پاس خدمت کی غرض سےبار بار آنے والے ہیں پس اگر استیذان کو ہر وقت لازم کردیا جائے تو اس سے تنگی پیدا ہوگی اور وہ نص کی وجہ سے شرعًا اٹھا لی گئی ہے۔[28]

آیت بالا میں طوافون کا لفظ خدمت پر دلالت کرتا ہے اور خدمت میں تکرار و تردد کی بکثرت ضرورت پیش آتی ہے اس لئے خدام پر اجازت کی پابندی لگانے سے دشواری اور تنگی پیدا ہوتی ہے۔ " طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ" میں یہی حکمت بیان ہوئی ہے۔ اور یہی چیز عمومِ بلویٰ ہے۔

2- وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ [29]

اور دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔

حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے اس آیت وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ، کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺنے فرمایا حرج سے مراد ہے تنگی۔[30]

حضرت ابن عباس اور حضرت ابو ہریرہ اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں اللہ تعالی نے اپنے احکامات میں تم پر تنگی نہیں فرمائی اور تمہیں اسی چیز کا مکلف بنایا جو تمہیں عاجز کر دینے والی نہ ہو۔[31]

3- يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ [32]

اللہ چاہتا ہے تم پر آسانی اور نہیں چاہتا تم پر دشواری۔

4- يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا [33]

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے بوجھ ہلکا کرے اور انسان تو کمزور پیدا کیا گیا ہے ۔

دین اسلام کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں انسان کی فطری کمزوریوں کا پورا لحاظ رکھا گیا ہے اور کسی پر ایسی تکلیف نہیں ڈالی گئی جو اس کے لیے ناقابل برداشت ہو۔ اسی لئے ابتلاعام کی صورت میں احکام میں تخفیف ہوجاتی ہے۔

5- لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا [34]

اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی گنجائش کے مطابق۔

اس آیت کا منطوق مکلفین سے تنگی کے ازالہ پراور ان کے لیے آسانی کی راہ ہموار کرنےکے لئے واضح دلیل ہے اور اس میں تکلیف مالا یطاق کی نفی کی گئی ہے اوریہ آیت احکام میں عمومِ بلویٰ کی مشروعیت پر بین دلیل ہے۔

احادیث کی روشنی میں:

1- عن عائشة قالت ما خير رسول الله صلى الله عليه وسلم فى أمرين إلا اختار أيسرهما ما لم يكن إثما [35]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ کوجب دو کاموں میں اختیار دیا گیا تو آپ سب سے زیادہ آسان کا م کا انتخاب فرماتے بشر طیکہ اس میں گناہ نہ ہوتا۔

2- عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم أحب الدين إلى الله الحنيفية السمحة

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا:اللہ کو آسان دین حنیف زیادہ پسند ہے۔ [36]

3- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: میں آسان دین حنیف کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ [37]

4- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ نے فرمایا:اللہ نے مجھےسختی کرنے والا اور تکلیف پہچانے والا بنا کرنہیں بھیجابلکہ اس نے مجھے آسانی فراہم کرنے والے معلم کی حیثیت سے بھیجا ہے۔ [38]

5- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا:اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دیا ہے، خبردار ! اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزیں فرض کی ہیں۔ اور کچھ طریقے مقرر کیے ہیں کچھ حدود وقیود رکھی ہیں، بعض چیزیں حلال اور بعض حرام قرار دی ہیں۔ اور دین کو شریعت بنایا اور اسے آسان، سہل اور واضح بنایا ہے اور اسے تنگ نہیں بنایا۔ [39]

6- داود بن صالح بن دینار تمار اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی مالکن نے انہیں ہریسہ دے کر ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا تو انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو نماز پڑھتے ہوئے پایا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے کھانا رکھ دینے کا اشارہ کیا (میں نے کھانا رکھ دیا)، اتنے میں ایک بلی آ کر اس میں سے کچھ کھا گئی، جب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نماز سے فارغ ہوئیں تو بلی نے جہاں سے کھایا تھا وہیں سے کھانے لگیں اور بولیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "یہ ناپاک نہیں ہے، کیونکہ یہ تمہارے پاس آنے جانے والوں میں سے ہے"، اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلی کے جھوٹے سے وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ [40]

رسول اکرم نے اس کی طہارت کی علت یہ بتائی یہ وہ کثرت سے چکر لگاتی ہے، یعنی کثرت سے برتنوں اور کپڑوں کو چھونے کےسبب اس سے احتراز دشوار ہے حالانکہ وہ چوہا اور مردار کھاتی ہے۔ [41] ان تمام احادیث سے حرج ومشقت کی نفی ثابت ہوتی ہے اور عمومِ بلویٰ کی وجہ سے احکام میں تخفیف و تیسیر ثابت ہوتی ہے۔

حرج اور عمومِ بلویٰ میں فرق:

حرج اور عمومِ بلویٰ میں عموم وخصوص کی نسبت ہے ،یعنی حرج عام ہے اورعمومِ بلویٰ خاص ہے بعض لوگ حرج کو خصوصِ بلویٰ کا نام دیتے

ہیں جیسے کہ ڈاکڑ عبد المالک عرفانی،تفصیل خصوص البلویٰ کے تحت گزر چکی۔
مفتی محمد نظام الدین حرج اور عمومِ بلویٰ میں فرق بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:
حرج اور عمومِ بلویٰ میں فرق یہ ہےکہ حرج عام ہے اور عمومِ بلویٰ خاص ۔جہاں عمومِ بلویٰ ہوگا وہاں حرج بھی ضرور ہوگا لیکن یہ ضروری نہیں ہے جہاں حرج ہو وہاں عمومِ بلویٰ بھی پایا جائے۔مختصرا اس کی تشریح یہ ہے کہ عمومِ بلویٰ میں عوام وخاص سب کا عام طور پر مشقت و ضرر میں ابتلا ضروری ہے جب کہ حرج میں کسی ایک فردکا مشقت و ضرر میں متلا ہونا بھی کافی ہے۔ [42]

عمومِ بلویٰ کے اسباب:

متقدمین فقہاء کی کتب میں عمومِ بلویٰ کے عمومی اور خصوصی اسباب یکجا طور پر نہیں ملتے ، البتہ عمومِ بلویٰ کے تحت بیان ہونے والے مسائل میں تعلیلا ان کی طرف اشارہ ملتا ہے۔بعض متاخرین نے بھی متقدمین کی روش کو اپناتے ہوئےاجمالی طور پر ان کا ذکر کیا ہے کسی نے بھی ان کو ایک ساتھ ذکر نہیں کیا۔
اس بارے میں دکتور یعقوب الباحسین کا کہنا ہے :ولم یحدد لهذا السبب ضابط معین [43]
ان اسباب کی تحدید کےلئے کوئی متعین ضابطہ نہیں ہے۔
شیخ مسلم الدوسری کہتے ہیں کہ شاید دکتور یعقوب الباحسین پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے ان اسباب کی طرف کی اشارہ کیا ہے۔مگر انہوں نے بھی عمومِ بلویٰ کے موضوع کے ساتھ ان اسباب کے تعلق کی تحدید نہیں کی۔[44] شیخ مسلم بن محمد الدوسری نے عمومِ بلویٰ کے سات اسباب بیان فرمائے ہیں۔ ان اسباب میں سے کسی بھی سبب کا کسی بھی شرعی مسئلےمیں پایا جانا عمومِ بلویٰ کے تحقق کا ذریعہ ہوگاسطور زیریں میں ان اسباب کو اختصار کے ساتھ بیان کیا جائے گا۔

1۔چھٹکارہ مشکل ہو

اس سبب کی تعبیرات میں علماءکے ہاں مختلف الفاظ پائے جاتے ہیں لیکن ان کا مطمع نظر ایک ہی ہے۔علماء کی بیان کردہ تعبیرات مندرجہ ذیل ہیں: لا یمکن التحرز عنه [45]

التحرز عنه [46]

أوبما يعسر أويشق الإحتراز منه [47]

يشق الانفكاك منه والتباعد عنه [48]

أو بما يشق أو بما لايمكن التحفظ منه [49]

أو بما لايمكن أو بما لايستطاع الامتناع عنه [50]

لا يقدرون على الانفكاك عنه [51]

فقہی نظائر:

اس سبب کی فقہی نظائر ابواب فقہ میں بکثرت پائی جاتی ہیں مشت نمونہ ازخروارے کے طور پرچند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

1۔سڑکوں کی کیچڑکا حکم

بسب بارش سڑکوں پر کیچڑ ہوجا تا ہے اور یہ کیچڑ غالب طور پر نجس ہوتا ہے اور مکلفین کا اپنے کپڑوں کو اس سے بچانا دشوار کام ہے بایں وجہ اس میں عمومِ بلویٰ کا تحقق ہوتا ہے اس لیے اس کیچڑ پر طہارت کا حکم لگایا جاتا ہےجیسا کہ عز الدین بن عبد السلام نے بیان کیا ہے۔طين الشوارع محكوم بطهارته على الصحيح المنصوص [52]

صحیح نصوص کےمطابق سڑکوں کی کیچڑ کی طہارت کا فیصلہ ہوچکا ہے۔

علامہ شامی فرماتے ہیں: سڑکوں کی کیچڑ کومعاف قرار دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ نماز ادا کرنا جائز ہے۔ [53]

کیچڑ کی طہارت کا حکم اوراس کے ساتھ نماز کی ادائیگی کے جواز کا حکم اس ابتلا عام کی وجہ سے ہے جسکا مکلفین کو سامنا ہے اور یہی عمومِ بلویٰ ہے۔

فخر الاسلام بزدوی فرماتے ہیں:عوام کی سہولت کے پیش نظر مفتی کے لیے رخضتوں کا تلاش کرنا مستحب ہے،مثلا حمام کے پانی سے وضو کرنا،پاک جگہ بغیر جائے نماز کے نماز پڑھنا اور سڑکوں کی وہ کیچڑ جن کی طہارت کا فتویٰ ہوچکاہے۔ [54]

2۔ روزے دار کے حلق میں مکھی، مچھر،گردوغبار،آٹے کا غبار[55]دھواں،[56]روئی دھنتے ہوئے روئی کے ذرے وغیرہ۔اس طرح کی چیزوں کا داخل ہوجانا جن سے بچنا محال ہو تو ان سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ [57]

3۔ محرم پر سر کا ڈھانپنا ممنوع ہے لیکن سر پر ہاتھ رکھنا ممنوع نہیں ہے۔اگر ہاتھ رکھنا بھی ممنوع قرارپاتا تو محرم کے لیے اس سے اجتناب کرنا بہت دشوار ہوتا اور یہ ایسی دشواری ہے جس میں عمومِ بلویٰ ہے اسی لیے شریعت میں عمومِ بلویٰ کی وجہ سے پیدا ہونے والی اس تکلیف سےآسانی پیدا کی گئی ہے۔

امام زرکشی فرماتے ہیں: والعفو عن موضع المحرم يده على رأسه إذلا يمكن الاحتراز منه [58]

محرم کے لیے سر پر ہاتھ رکھنا معاف قرار دیا گیا ہے،اس لیے کہ اس بچنا محرم پر مشکل ہے۔

4۔ قربانی کے جانور کو ذبح کرنے کےلیے گراتے وقت جانور میں کوئی ایسا عیب پیدا ہوگیا جس کی وجہ سے قربانی ممنوع ہوجاتی ہے،مثلا کوئی ہڈی ٹوٹ گئی یا چھری کے لگنے سےآنکھ ضائع ہوگئی تو اس صورت میں اسپرکوئی مواخذہ نہ ہوگا اورقربانی بھی جائز ہوگی اس لیے کہ وہ اس پہنچنےوالی

مصیبت کو دور کرنے سے عاجز ہے اور یہی عمومِ بلویٰ جس کے پیش نظر شریعت میں آسانی پیدا فرمائی گئی ہے۔

امام سرخسی فرماتے ہیں: قیاسا تو یہ قربانی کفایت نہیں کرےگی اس لیے کہ اس میں عیب پیدا ہو گیا ہے اور استحسانا یہ کفایت کرے گی کیونکہ وہ اس عیب کو روکنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا اس لیے دفع حرج کی بناء پراس کو معاف قرار دیاگیا ہے۔ [59]

5-وہ چیزیں جن کی خریداری میں غرر کا پہلو پایا جاتا ہے مگر اس کے باوجود ان کی بیع جائز ہے،مثلا انڈہ،انار، اخروٹ، بادام اور ایسی تمام اشیاءجو چھلکے میں ملفوف ہوتی ہیں، اس لیے کہ نہ تو کوئی چھلکے کے اندر داخل ہوکے دیکھ سکتا ہے اور نہ ہی کوئی جان سکتا ہے کہ اس میں چیز صحیح ہے یا خراب ہے، اور اگر کہا جائے کہ اس کو چھلکا اتار کر چیک کرواؤ تو یہ بات نزاع کا سبب ہے۔خریداری کے وقت اس دھوکے سےبچنا مشکل ہے اس لیے اس کو معاف قرار دیا گیا ہے۔

علامہ ابن قیم رقمطراز ہیں: انڈہ، انار،خربوزہ،بادام،اخروٹ ،پستہ اور اس کی مثل دیگر اشیاء جن میں غرر پایا جاتا ہے ، ہر غرر تحریم کا سبب نہیں ہوتا، اور غرر جب آسان ہواور اس سے بچنا مشکل ہو تووہ عقد کی درستگی سے مانع نہیں ہوتا۔ [60]

2۔تکرار فعل

کسی فعل یاحال کا عام مکلفین کے لیے ان کے عمومی احوال میں یا ایک مکلف اور اس کے عمومی احوال میں متعدد بار اس طرح وقوع پذیر ہونا ہے کہ اس سے بچنا دشوار ہو جائے۔ [61]

کسی فعل کا تکرر مشقت کو لازم کرتا ہے اور یہ عمومِ بلویٰ کے اسباب میں سے ہے جیسا کہ رسول کریم کا فرمان ہے:

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لولا أن أشق على أمتي أو على الناس لأمرتهم بالسواك مع كل صلاة [62]

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہےکہ رسول اللہ نے فرمایا:اگر میری امت پر یا لوگوں پرگراں نہ ہوتاتو میں انہیں ہرنماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہر نماز کے ساتھ مسواک کا تکرار مشقت کا سبب ہے اور نبی رحمت نےاس تکرار کے سبب جو مشقت کا باعث تھا، مسواک کے ایجاب سے منع فرمادیا۔

فقہی نظائر:

1- نیند کے وقوع کا مکلفین پر تکرار ہوتا ہے،اگرنیند کی ہر حالت کو ناقض وضو قرار دیا جائے گا تو یہ مکلفین پر صعوبت کا سبب ہوگا،اس لیے نیند

کی بعض حالتیں ناقض وضو ہیں اور بعض نہیں ہیں جیسے قیام اور جلسے کی حالت میں سونا۔(ٹیک لگائے بغیر) یہ مکلف پر آسانی کی وجہ سے ہے۔[63]

2. بغرض تعلیم قرآن بچون کو قرآن پاک کو چھونے کے لیے وضو نہ کروانے کا حکم مباح قرار دیا گیا ہے، اس لیے کہ اگراولیاء کو وضو کروانے کا مکلف بنا دیا جائے تو یہ ان کے لیے مشقت کا سبب ہوگا۔ اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ تعلیم کی غرض سے قرآن کریم کو چھونا امر لازم ہے، اور نقض وضو کی بناء پرتکرار وضو مشقت کو لازم ہے اس لیے عمومِ بلویٰ کی وجہ سے بچوں کو قرآن پاک کو چھونے کے لیے وضو نہ کروانے کا حکم مباح قرار دیا گیا ہے۔یہی حکم پٹی پر مسح کرنے کا ہے،اس لیے کہ اگر مریض کو ہر وضو کے لیے پٹی کھول کر متاثرہ عضوکو دھونے کا حکم دیا جائے تو اس سے دشواری لازم آئے گی اور یہی عمومِ بلویٰ ہے لہذا اس کے لیے پٹی پر مسح کرنا جائز ہے۔

3. مجنون سے (حالت جنون میں) نماز کے چھوڑنے کا تکرار ہوتا رہتاہے ،اس لیے اگر اس کو مرض سے افاقہ کے بعد قضاء نمازوں کی ادائیگی کا مکلف بنا دیا جائے تو اس سے مشقت لازم آئے گی،لہذا اس پر آسانی کرتے ہوئے اس کے لئے قضاء کی مشروعیت کا حکم صادر نہیں کیا جائے گا۔

یہی حکم حائضہ عورت کی حالت حیض میں فوت شدہ نمازوں کا حکم ہے اور یہی حکم نو مسلم کی حالت کفر میں فوت شدہ نمازوں کا ہے۔

4. قسم کے کفارہ میں کفارہ ظہار کے برعکس ایک ہی چیز کو لازم نہیں کیا جائے گااس لیے کہ قسم کا وقوع اکثر مکلفین سے ہوتا رہتا ہے،لہذا کفارہ قسم میں مکلفین کو اختیار نہ دینے سے مشقت لازم آئے گی اور یہی عموم بلویٰ ہے ۔اس وجہ سے آسانی کے پیش نظر کفارہ کی ادائیگی میں اختیار کو مشروع قرار دیا گیا ہے۔[64]

3۔فعل یا حالت کا پھیل جانا:

کسی فعل یا حالت کا عمومی طور پراس طرح پھیل جانا کہ مکلفین کو اکثر و بیشتر اس کا سامنا کرنا پڑے اور اس سے بچاؤ اور چھٹکارہ پانے کے لیے تنگی اور تکلیف کا سامنا کرنا پڑے۔ اس کی وضاحت کے لیے چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

فقہی نظائر:

1۔ حالت رضاعت میں بچے کے منہ سے نکلنے والا دودھ اور اس کے منہ سے نکلنے والی رال اور قےکاماں کے جسم اور

کپڑوں کو لگ جانا معمولی بات ہے اور ماں کو اکثر وبیشتر اس کا سامناں کرنا پڑتا ہے اس لیے عمومِ بلویٰ کے تحقق کی وجہ سے اس کو معاف کیا گیا ہے،اگر اس کو معاف نہ کیا جائے اور عورتوں کواس کے دھونے کا حکم دیا جائے تو یہ ان کے لیے مشقت کا سبب ہوگا۔ [65]

2۔ اعمال صالحہ کی اصل یہ ہے کہ انہیں بغیر اجرت کے کیا جائے جیسے تعلیم قرآن،آذان اور امامت،لیکن عصر حاضر میں ان اعمال کی بجا آوری پر اجرت لینا عام ہے اورحقیقت یہ ہے کہ بغیر اجرت کے ان اعمال کی بجا آوری نہ صرف مکلفین کے لیے تکلیف کا سبب ہوگی بلکہ ان اعمال کے ضائع ہونے کا بھی سبب ہوگی۔اسی بات کے پیش نظر فقہاء نے ان اعمال کی بجا آوری کے لیے اجرت لینا کو جائز قرار دیا ہے۔ [66]

حقیقت بھی یہی ہے کہ مادیت کے اس دور میں بغیر اجرت کے ان اعمال کی ادائیگی کے لیے کوئی بھی راضی نہ ہوگا۔

3۔ زمانہ ماقبل میں مساجد کو مقفل کرنا جائز نہ تھا اس لیے کہ یہ جگہیں عبادت کے لیے مخصوص تھیں جبکہ عصر حاضر میں مساجد کو مقفل کرنا بہت عام ہے،اس کی وجہ یہ ہے کہ مساجد کو کھلا رکھنا چوروں کو دعوت دینے کے مترادف ہے اور مساجد کا ہر وقت کھلا ہونا چوروں کے لیے نرم چارہ ثابت ہوگا۔اور یہ بات کسی بھی ذی شعور سے مخفی نہیں ہےاس لیے یہ فساد ومشقت عمومِ بلویٰ کی شکل اختیار کر گیا ہے لہذا اوقات نماز کے علاوہ مساجد کو تالا لگا کے رکھنا جائز ہے اور ازالہ فساد کا ذریعہ ہے۔

4۔مدت کا طویل ہونا:

اس سے مراد یہ ہے کہ کسی فعل یا حالت کا کثرت کےساتھ یا امتداد زمانہ کے ساتھ اس طر ح متصف ہونا ہے کہ تمام مکلفین یا ایک مکلف کے تمام احوال میں وہ اس طرح وقوع پذیر ہوکہ اس سے بچنے کے لئے بہت زیادہ تکلیف اور تنگی کا سامنا کرنا پڑے۔ اس کی مثالیں درج ذیل ہیں۔

فقہی نظائر:

1۔ خواتین میں نفاس کا وقوع کثرت سے ہوتا ہے اور اس کا زمانہ بھی طویل ہوتا ہے اور اگر عورت کو نفاس کے زمانہ کی فوت

شدہ نمازوں کی قضاء کا مکلف بنایا جائے تو یہ اس پر مشقت ودشواری کو لازم کرےگااس لیے شریعت نے نفاس کے زمانہ کی فوت شدہ نمازوں کی قضاءکو خواتین سے عمومِ بلویٰ کی وجہ سے ترک کرنے کا حکم دیا ہے۔

2۔ غلامی جس کا غالب طور پر زمانہ بہت زیادہ ہے اور اگر ہمیشہ اس کے لزوم کا کہاجائے اور اس کے ختم ہونے کی کوئی سبیل نہ ہو تو یہ غلام پر شاق ہوگی اسی لئے مکاتبت کو مشروع کیا گیا ہے تاکہ غلام مستقل غلامی سے چھٹکارہ پاسکے۔ [67]

غلاموں کو ہمیشہ کی غلامی سے آزادی دلانے کےلیے شریعت کا مکاتبت کو مشروع قرار دینا عمومِ بلویٰ کی وجہ سے ہےتاکہ غلام اس ہمیشہ کی تکلیف

اور تنگی سے چھٹکارہ حاصل کرسکے اور فطرتا آزاد ماحول میں زند گی کی رعنائیوں سے مستفید ہوسکے۔

5۔چیز اتنی چھوٹی ہو کہ بچنا محال ہو:

کسی فعل یا حالت کا قلت کے ساتھ اس طر ح متصف ہونا ہے کہ تمام مکلفین یا ایک مکلف کے عام احوال یا ایک حالت میں وہ اس طرح وقوع پذیر ہوکہ اس سے بچنے کے لئے بہت زیادہ تکلیف اور تنگی کا سامنا کرنا پڑے۔ اس کی مثالیں درج ذیل ہیں:

فقہی نظائر:

1۔ مردار کی کھال پردباغت کے بعد کچھ بال باقی رہ جائیں جن کا زائل کرنا دشوار ہوتو مکلف پر ان کا زائل کرنا لازم نہیں اورانہیں معاف قرار دیا گیا ہے۔[68]

2۔ نکاح میں شوہر کی طرف سے ایجاب وقبول کے ما بین تھوڑا سا فاصلہ ہوتا ہے اور اس فاصلہ کہ وجہ سے اگر نکاح پر عدم صحت کا حکم لگایا جائے تو یہ شوہروں پر تکلیف کا سبب ہوگا،اس لئے نکاح میں ایجاب وقبول کے ما بین تھوڑے سے فاصل کو معاف کر دیا گیا ہے۔[69]

نکاح میں جب وکیل ایجا ب و قبول کرواتا ہے تو اس درمیان تھوڑےسے وقفہ کا پیدا ہونا لازمی امر ہے۔اور اس وقفہ کی وجہ سے نکاح پر عدم صحت کاحکم لگا ناحرج عظیم کا باعث ہے جس کا سامنا ہر نکاح کرنے والے کو کرنا پڑے گا اس لئے عمومِ بلویٰ کی وجہ سے اس وقفہ کو معاف کردیا گیا ہے اور اس سے نکاح کی صحت پر کوئی اپرنہیں پڑےگا۔

3۔مکلف کا اثناء نماز میں ایسے عمل قلیل کا ارتکاب کرنا جو نماز کی جنس سے نہیں ہے تو اگر اس عمل قلیل کی وجہ سے نماز کے باطل ہونے کا حکم لگایا جائے تو یہ مکلف کے لئے مشقت وتکلیف کا سبب ہوگا لہذانماز میں عمل قلیل کو معاف قرار دیاگیا ہے۔

امام نووی فرماتے ہیں: وقال النووي رحمه الله بل إلى أن هذا القدر مما تعم به البلوى ويتعذر أو يشق الاحتراز عنه ويعفى عنه مطلقا وإنما لم يصل به الفرائض احتياطا لها وإلا فمقتضى قوله العفو [70]

پسوؤں کا خون اگر قلیل مقدار میں مکلف کےکپڑوں کو لگ جائےاور اس کو اس کے زائل کرنے کا مکلف بنایا جائے تویہ اس پر مشقت کا سبب ہوگا،اس لئے اس کو معاف قرار دیا گیا ہےاور اس کا زائل کرنااس پر لازم نہیں۔

4۔یہی حکم نجس دہویں کا ہے اوراستجمارکے اثرات کا ہے اور پیشاب کی ان چھینٹوں کا ہے جن کی مقدار سوئی کے ناکے کے برابر ہو۔[71]

6۔نقصان:

فعل یا حالت کا عام مکلفین کے لئے عام احوال یا ایک حالت میں کسی نقصان پر اس طرح مشتمل ہونا ہے کہ اس کے کرنے میں ان پر تکلیف لازم آئے۔

فقہی نظائر:

1۔عقد کے وقت نکاح کا پیغام بھیجنے والے کا منکوحہ کی طرف دیکھنا اگر مشروط قرار دیا جائے تو اس میں نقصان ہے اس لئے کے بہت سارے لوگ اپنی بیٹیوں اور بہنوں کے معاملے میں اس کے متحمل نہیں ہوتےلہذا اس نقصان کو رفع کرنے کے لئے اس کو شرط قرار نہیں دیا۔ [72]

مرد پر اگر ایک ہی عورت سے شادی کرنے پر اکتفاءکی شرط کو لازم کیا جائے تو یہ مردوں کے لیے ضرر کا سبب ہوگا اسی طرح یہ عورتوں کے لئے بھی ضرر کا سبب ہوگا اس لئے کہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔اسی وجہ سے شریعت نےمرد و زن کے اس نقصان کے پیش نظر ایک مرد کو چار عورتوں سے نکاح کی اجازت دی ہے۔ [73]

باہمی نفرت کے باوجود میاں بیوی کا رشتہ ازدواج میں منسلک رہنا انتہائی تکلیف کا سبب ہے اس لئے شریعت نے طلاق اور خلع کو مشروع فرمایا ہے تاکہ اس ضرر اورتکلیف سے نجات حاصل کی جا سکے۔

7۔**ضرورت**:

کسی فعل یا حالت کاا س طرح واقع ہونا کہ عام احوال میں عام مکلفین یا ایک مکلف عا م احوال میں اس کو کرنے پر مجبور ہوجائے اور اس سے بچنا اس کے لئےمشکل ہو جائے -:

فقہی نظائر:

1۔ بسا اوقات مکلف بیماری کی وجہ سے طبیب کو اپنا ستر دیکھانے پر مجبور ہوجاتا ہے اسی طرح گواہی کی غرض سے اجبنیہ کی طرف دیکھنا بھی مجبوری بن جاتا ہے اسی طرح نکاح کی غرض سے اجنبیہ کودیکھا جا سکتا ہےاور اگر اس کی حرمت کا حکم لگا یا جائے تو یہ مشقت کا سبب ہو گی، اسی وجہ سے علاج کی غرض سے طبیب کے سامنے ستر کا کھولنا اور گواہی کی غرض سے اجنبیہ اورنکاح کی غرض سے اجنبیہ کی طرف دیکھنا جائز ہے۔ [74]

مریض اگر طبیب کے سامنے ستر نہیں کھولے گا تو علاج کیونکر ممکن ہوگا اسی طرح اگر گواہی کے لئے اجبنیہ کو نہیں دیکھا جائے گا توگواہی کیونکر ممکن ہوگی اسی لئے ضرورت کے پیش نظر اس کو جائز قرار دیا گیا ہے۔

2۔ حائضہ عورت حج کے بعد اپنی جماعت کے ساتھ سفر کرنے پر مجبور ہوجاتی ہے تو اگر اس کواس بات کا پابند کیا جائے کہ وہ یہاں ٹھہرےیہاں تک کہ وہ پاک ہوجائے اور پھر وہ طواف افاظہ ادا کرے تو یہ اس کے لئے مشقت کا سبب ہوگا لہذا اس کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ حالت حیض میں ہی طواف افاضہ کرلے۔امام ابن تیمیہ اور ابن قیم نے عموم بلویٰ کی وجہ سے اس کو جائز قرار دیا ہے۔[75]

یہ وہ سات اسباب ہیں جن میں سے کسی ایک کا پایا جانا عمومِ بلویٰ کے تحقق کا سبب ہوگا اور عمومِ بلویٰ احکام میں تخفیف کا سبب ہوگا۔

عمومِ بلویٰ کے معتبر ہونے کی شرائط:

عمومِ بلویٰ کے معتبر ہونے کی چھ شرائط ہیں جوکہ مندرجہ ذیل ہیں:

پہلی شرط: عمومِ بلویٰ نص شرعی کے معارض نہ ہو

نص یا توظنی ہوگی یا قطعی ، اور ظنی کے لئے کوئی اصل قطعی شاہد ہوگی یا نہیں،اس پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ جو حرج نص قطعی سے معارض ہو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے، اور یہی حکم اس نص ظنی کا ہےجو اصل قطعی کی طرف راجع ہو، ایسی صورت میں نص پر عمل کرنااور حرج کو یونہی چھوڑ دینا ضروری ہے۔[76]

یعنی ابتلاء کسی ممنوع شرعی میں نہ ہو اس لئے کہ بعض فقہاء کے نزدیک نص کے مقابلے میں عمومِ بلویٰ معتبر نہیں ہوتا۔اور اگر عمومِ بلویٰ نص سے معارض ہو یعنی ابتلاء کسی ممنوع شرعی میں پایا جائے تو اس کی دو حالتیں ہیں۔

پہلی حالت:

عمومِ بلویٰ نص ظنی کے معارض ہو۔

اس بارے میں علماء احناف کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے اور یہ اختلاف حرم کی گھاس جانورں کو چرانے کے اندر پیدا ہوا ہےاس اختلاف کے نتیجے سے دو صورتیں سامنے آتی ہیں۔

پہلی صورت عمومِ بلویٰ کے مقابلے میں نص ظنی پر عمل کیا جائے گا۔

دلیل:رسول اکرم□ نے حرم شریف کی کھاس کاٹنے اور جانوروں کو چرانے سے منع فرمایا ہے ۔ اس وجہ سےامام ابو حنفیہ اور امام محمدکے نزدیک نص پر عمل کرنامقد م ہے یہی رائے اما م سرخسی کی ہے وہ فرماتے ہیں

إنما تعتبر البلوى فيما ليس فيه نص بخلافه فأما مع وجود النص لا معتبر به [77]

عمومِ بلویٰ اس وقت معتبر ہے جب اس کے خلاف کوئی نص نہ ہو اور نص کے موجود ہونے کی صورت میں معتبر نہیں ہے۔ ابن نجیم کی بھی یہی رائے ہے۔[78]امام احمد کی بھی یہی رائے ہے۔[79]

مالکیہ میں سے امام زرکشی نے بھی حرم کی کھاس کے حرام ہونے پر فقہاء کاقول نقل کیا ہے۔[80]

دوسری صورت: نص ظنی کے مقابلے میں عمومِ بلویٰ پر عمل کیا جائےگا امام ابو یوسف اورابن ابی لیلیٰ کے نزدیک عمومِ بلویٰ پر عمل کرنا مقدم ہے۔ عطاء بن ابی رباح کا بھی یہی قول ہے۔

شوافع بھی اسی کے قائل ہیں۔[81]

امام زیلعی کے کلام سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ وحمل الحشیش متیسر فلا حرج [82]

امام ابن ہمام فرماتے ہیں: وما قیل إن البلوی لا تعتبر في موضع للنص عنده کبول الإنسان ممنوع، بل تعتبر إذا تحققت بالنص النافي للحرج [83]

اور یہ جو کہا گیا ہے کہ بلویٰ(امام محمد) کے نزدیک نص کے مقام پر معتبر نہیں جیسا کہ انسان کا پیشاب کہ یہ ممنوع ہے،بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کاتحقق اس نص کے ساتھ ہے جو حرج کو ختم کرنے والی ہے۔

موسوعۃ الفقہیہ الکویتیۃ میں ہے:

جمہور فقہاء (مالیکہ، شافعیہ،حنابلہ کے یہاں ایک وجہ اور حنفیہ میں ابو یوسف)کے نزدیک حرم کی گھا س چرانا جائز ہے، اس لئے کہ قربانی کے جانور حرم میں آتے تھے اور کثرت سے ہوتے تھے۔لیکن یہ منقول نہیں کہ لوگ اپنے جانوروں کے منھ بند کردیتے تھے،نیز اس لئے کہ ان کو اس کی ضرورت ہے،جیسے اذخر کی۔[84]

ان فقہاء کے اقوال سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عمومِ بلویٰ ضرورت کے قبیل سے ہے اور فقہاء کا کہنا ہے: مواضع الضرورة مستثناة عن قواعد الشرع [85]

کہ ضرورت کے مواضع قواعد شرع سے مستثنیٰ ہیں۔لہذا نص ظنی سے تعارض کی صورت میں عمومِ بلویٰ معتبر ہے۔

دوسری حالت: عمومِ بلویٰ نص قطعی سے معارض ہو ۔

اگر عمومِ بلویٰ نص قطعی سے معارض ہو تو اس بارے میں بعض محققین کی رائے ہے اس وقت بھی عمومِ بلویٰ معتبر ہو گا۔[86]

دوسری شرط: عمومِ بلویٰ ثابت شدہو محض وہم نہ ہو اور عوام وخواص سبھی اس میں مبتلا ہوں۔ اس کی دو حالتیں ہیں:

پہلی حالت:عمومِ بلویٰ عین حادثہ میں ثابت ہو اس طرح کہ اس عمل سے بچنا مشکل ہو اگر معاملہ اس کے برعکس ہو یعنی اس عمل سے بچنا مشکل نہ ہو تو پھر عمومِ بلویٰ معتبر نہیں۔

مثال: (مکلف واحد کے لئے)ایک شخص کے سامنے دو راستے ہیں ایک کیچڑ زدہ ہے اور دوسرا محفوظ ہے،اگر محفوظ راستہ ہونے کے باوجود یہ کیچڑ زدہ راستے پر چلے گا تو یہ اس سے معاف نہ ہوگا اس لئے کہ اس کیچڑ سے بچنا مشکل نہ تھا۔[87]

جب کیچڑ سے بچنا ممکن ہے اور اس میں مشکل بھی نہیں ہے تو پھر اس میں عمومِ بلویٰ کا تحقق بھی نہیں ہے اس لئے یہ محض وہم ہے۔

مثال:اسی طرح طبیب مریض کے ستر عورت کی طرف صرف اتنی جگہ دیکھے جس کی طرف دیکھنا انتہائی ضروری ہے یعنی بغیر دیکھے چارہ نہ ہو اور جس کی ضرورت نہیں اس کو نہ دیکھے۔[88]

ستر عورت میں بھی عمومِ بلویٰ کا تحقق صرف اسی حصے یا جگہ میں ہوگا جس کو دیکھے بنا علاج ممکن نہ ہو اور اس سے بے نیا زہونا حرج کا باعث ہو اور بقیہ حصے کو دیکھے بنا چونکہ علاج ممکن ہے اس لئے اس کو دیکھنے کی ضرورت نہیں لہٰذا اس میں عمومِ بلویٰ بھی نہیں۔

دوسری حالت: عمومِ بلویٰ تمام مکلفین کے لئے ثابت ہو اور اس کا وقوع اس طرح عام ہو کہ اس بچنا اور بے نیاز ہونا تمام افراد کے لئے مشکل ہو اور ہر خاص و عام کو اس ابتلا ء کا سامنا ہو۔اور اگر کسی فرد واحد یا بعض افراد کا اس بچنا ممکن ہو تو عمومِ بلویٰ ان کے لئے متحقق نہ ہو گا باقی افراد کے لئے متحقق ہوگا۔

مثال:مشقت کے لاحق ہونے کی وجہ سے دو نمازوں کےجمع کرنے میں بارش کا عذر معتبر ہے۔[89]

دو نمازوں کو جمع کرنا اس بارش میں جائز ہے جس سےکپڑے بھیگ جائیں اور اس میں نکلنے سے مشقت ہو۔[90]

اگر کسی کے لئے بارش کا ہونا مشقت کا سبب نہ ہو مثلا: اس کا گھر مسجد کے پڑوس میں ہو یا وہ مسجد میں رہتا ہویا راستہ سایہ دار ہو،تو ایسی صورت میں بارش کا عذر معتبر نہیں ہےاور اس کے لئے دو نمازوں کے جمع کرنا جائز نہیں ہے،اس لئے کہ اس میں عمومِ بلویٰ ثابت شدہ نہیں ہے بلکہ وہم زدہ ہے۔

تیسری شرط:عمومِ بلویٰ اس چیز کی طبیعت اور شان سے پیدا ہو نہ کہ مکلف کے تساہل کے پیش نظرخود ساختہ ہو۔

امام نووی اس شرط پر گفتگو فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں: أن يكون حصول النجاسة بالمشي من غير تعمد فلو تعمد تلطيخ الخف بها وجب الغسل قطعا۔ [91]

خشک نجاست کے معاف ہونے کے لئےیہ شرط ہے کہ اس پر جان بوجھ کر نہ چلا جائے تو اگر موزےکو نجاست سے جان بوجھ کرگندہ کیا تو اب اس پر اس کا دہونا قطعی طور پر واجب ہوگا۔

امام نووی کے کلام سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انجانے میں خشک نجاست پر چلنا عمومِ بلویٰ کی وجہ سےتومعاف ہے لیکن جان بوجھ کرنا چلنا عمومِ بلویٰ کے تحقق کا سبب نہیں ہے اس لئے نجاست زدہ حصے کو دہونا واجب ہے۔ اس بارے میں امام دسوقی تنبیہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

بعض فقہاء نے بارش کے کیچڑ کی معافی کو اس بات کے ساتھ مقید فرمایا ہے کہ (مکلف) خود اس میں داخل نہ ہواور اگر وہ خود داخل ہوگیا تو پھر معاف نہیں ہے اس لئے کہ اس نے بلا عذرکے کیچڑ سے محفوظ راستے سے عدول کرتے ہوئے کیچڑ زدہ راستہ پر چلنا ہے۔[92]

مذکورہ بالا مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ یہاں عمومِ بلویٰ فعل کی طبیعت،شان اور حالت میں سے نہیں ہے بلکہ مکلف کا خود ساختہ ہے اور خود

طاری کردہ ہے۔اس لئے ایسی جگہوں اور حالات میں عمومِ بلویٰ کا تحقق نہیں ہوتا۔

چوتھی شرط:رخصت کے قصد سے عمومِ بلویٰ کے تلبس کا قصد نہ کیا جائے۔
بعض فقہاء کی بیان کردہ فروعات اس شرط کے معتبر ہونے پر دلالت کرتی ہیں جن کی طرف بعض فقہاء حنابلہ نے اشارہ کیا ہے جیسا کہ بہوتی کی کشاف القناع میں ہے: ویجوز لأنثی شرب دواء مباح لحصول الحیض لا قرب رمضان لتفطرہ [93]

اس کی مثالیں درج ذیل ہیں:خواتین کے لئے حصول حیض کی دوا پینا جائز ہے لیکن رمضان کے روزے چھوڑنے کی غرض سے پینا جائز نہیں۔

اس سے معلوم ہواکہ حصول حیض کی دواکا استعمال کرنا جائز ہےلیکن اگر اس کے ذریعے روزے چھوڑنے کی رخصت کے حصول کا ارادہ ہو تو پھر جائز نہیں۔ مل وہی درست ہے جو شارع کے قصد کے موافق ہے مثلا:اگر کوئی شخص زیادہ اجرکے حصول کے لئے خود کو مشقت میں ڈالتا ہے تو وہ شارع کے قصد کی مخالفت کرتا ہے اس لئے کہ شارع نے تکلیف کے ساتھ نفس مشقت کاقصد نہیں کیااسی طرح خود ہی رخصتوں کا تلاش کرنا بھی شارع کے قصد کی مخالفت ہے۔

امام شاطبی فرماتے ہیں: کل قصد یخالف قصد الشارع باطل [94]

ہروہ قصد جو شارع کےقصد کے مخالف ہو وہ باطل ہے۔

انسان کاحصول رخصت کے لئے خود کو اس معاملے میں مبتلا کرنا جس میں عمومِ بلویٰ ہے تو یہ اس کے لئے جائز نہیں۔

مثال:ما جاز لعذر بطل بزوالہ [95]

جو کسی عذر کی وجہ سے جائز ہو اس کے ختم ہونے سے وہ باطل ہوجاتی ہے۔

جب کوئی امر ممنوع کسی عذر کی وجہ سے جائز ہوگاتو جیسے ہی وہ عذر ختم ہو گا یہ امر ممنوع پھر ممنوع ہوجائےگا جیسے سڑکوں کا کیچڑ عموما بارش کی وجہ سے ہوتا ہے اسی وجہ سے یہ معاف ہے جیسے ہی بارش کے دن ختم ہوں گا یہ عذر بھی ختم ہوجائےگااس کے ساتھ ہی رخصت بھی ختم ہوجائے گی۔

ترک نماز امر ممنوع ہے لیکن نفاس کے عذر کی وجہ سے ترک نماز کاحکم ہے لیکن جیسے ہی نفاس کا عذر ختم ہوگا ترک نماز کا حکم بھی ختم ہو جائے گاپٹی پر مسح کرنے کے جواز کاحکم زخم کے عذر کی وجہ سے ہے جیسے ہی زخم مندمل ہوگا مسح علی الجبیرۃ کی رخصت کا حکم بھی ختم ہوجائےگا۔

پانچویں شرط: عمومِ بلویٰ معصیت سے عبارت نہ ہو یعنی معصیت پر مبنی فعل میں عمومِ بلویٰ معتبرنہیں ہے ۔

وہ چیزیں جن کی شریعت نے اجازت نہیں دی ان میں سبب تیسیر کے لئے عمو م بلویٰ معتبر نہ ہوگا اس شرط پر دلالت کےلئے فقہاء نے جو فروع بیان کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے: عمومِ بلویٰ کی وجہ سےموزوں پر مسح کرنے کی رخصت اس لئے دی گئی ہے کہ وضو کے تکرار کے ساتھ موزوں کے اتارنے کا تکرار لازم آتا ہے۔اگر ان موزوں کو پہننے والا محرم ہو تو اس کے لئے موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں، اس لئے کہ اس کا یہ فعل معصیت پر مبنی ہے۔ [96]

انسان کو قضائے حاجت کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے،اسی لئے عمومِ بلویٰ کی وجہ سے ڈھیلے سے استنجاء کی رخصت دی گئی ہے لیکن اگر کوئی شخص کسی محترم چیز کے ساتھ استنجاء کرے مثلا کھانے کی اشیاء سے تو اس کا یہ فعل نہ صرف جائز ہے بلکہ معصیت کا سبب ہے اور اس سے اسکا استنجاء بھی نہ ہوگا۔[97]

فقہاء کے ہاں مشہور قاعدہ ہے: الرخص لا تناط بالمعاصي [98]

رخصتیں گناہوں کے ساتھ نہیں جوڑی جاسکتیں۔

اسی طرح فقہاء کا کہنا ہے کہ أن الرخصة نعمة فلا تنال بالمعصية [99]

رخصت ایک نعمت ہے پس اس کو معصیت کے ساتھ نہ ملاؤ۔

علامہ زحیلی فرماتے ہیں:شافعیہ ،حنابلہ اور مالکیہ کے مشہور قول میں معصیت کی غرض سے سفر کرنے اور سفر میں معصیت کرنے میں فرق کیا گیاہے۔اگر کسی نے ایسا سفر کیا جو اپنی ذات کے اعتبار سے گناہ ہے جیسے نافرمان بیوی،ڈاکہ اور لوگوں پر ظلم کرنے کی غرض سے سفر کیا تو ایسے شخص کے لئے نہ تو مردار کا کھانا مباح ہے اور نہ ہی شرعی رخصتو نکا استعمال کرنا جائز ہے۔ اس لئے کہ رخصتیں گناہوں کے ساتھ نہیں جوڑی جاسکتیں۔ [100]

مندرجہ بالا بحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امور معصیت میں عمومِ بلویٰ معتبر نہیں ہے اس لئے کہ عمومِ بلویٰ سے حاصل ہونے والی رخصتوں کا تعلق ان امور سے ہے جن کی شریعت نے اجازت دی ہے نہ کہ ان چیزوں میں جن سے شریعت نے منع فرمایا ہے۔

حرام اشیاء میں عمومِ بلویٰ کا حکم :

جہاں تک ان اشیاء کا حکم ہے جو فی ذاتہ حرام ہیں جیسے جوا کہ سب لوگ اس کو کھیلنا شروع کردیں یا شراب کہ اس چلن عام ہوجائے یا جسم فروشی عام ہوجائے تو ایسی چیزوں میں عمومِ بلویٰ کا حکم جاری نہیں ہوتااور اشیائے محرمہ پر عمومِ بلویٰ کا حکم لگا کر کسی مذہب کے قول ضعیف کو بھی اختیار نہیں کیا جاسکتا ۔مولانا اشرف علی تھانوی اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں:

عمومِ بلوی کی وجہ سےصرف اختلافیات میں ضعیف قول پر فتوی دیا جاتا ہے ۔ جو چیزیں بالاتفاق حرام ہیں ان میں عمومِ بلوی کو کوئی اثر نہیں ۔[101]

احسن الفتاویٰ میں مفتی رشید احمد سے رقمطراز ہیں:

ابتلاء عام سے حرام چیزیں حلال نہیں ہوجاتی ۔ [102]

عمومِ بلویٰ کی وجہ سے عدول عن المذہب:

مذاہب اربعہ کا حق ہونا شک وشبہ سے بالا تر ہے بایں وجہ کے ہر ایک نےاستنباط مسائل میں دلائل شرعیہ کو مد نظر رکھا ہے اور ہر ایک کے پاس دلائل بھی موجود ہیں ۔ اس لئے جب مسلمان اجتماعی طور پر کسی شدید ضرر میں مبتلا ہوجائیں تو ایسی صورت میں کسی دوسرے مسلک پر فتویٰ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

محمد زید مظاہری ندوی "تحفۃ المفتی" میں رقمطراز ہیں:

"... حضرت گنگوہی قدس سرہ نے حضرت تھانوی کو یہ وصیت کی تھی اور حضرت تھانوی نے ہم سے فرمایا کہ آج کل معاملات پیچیدہ ہوگئے ہیں اور اس کی وجہ سے دیندار مسلمان تنگی کا شکار ہیں اس لیے خاص طور سے بیع وشراء اور شرکت وغیرہ کے معاملات میں جہاں بلویٰ عام ہو ،وہاں ائمہ اربعہ میں سے جس امام کے مذہب میں عام لوگوں کے لئے گنجائش کا پہلو ہواس کو فتویٰ کے لیے اختیار کر لیا جائے۔" [103]

ملفوظات حکیم الامت میں ہے:

عمومِ بلوی وہاں چل سکتا ہے جہاں مسئلہ مختلف فیہ ہو وہاں اپنا مسلک بوجہ عموم بلوی ترک کرسکتے ہیں۔[104]

امداد الاحکام میں ہے:

عمومِ بلویٰ کی وجہ سے کہ خاص وعام ایک ناجائز کام میں مبتلا ہوں، ہر ناجائز کام جائز نہیں ہوجاتا، بلکہ جس میں بوجہ اختلاف ائمہ کے کسی درجہ میں جواز کی گنجائش ہو وہاں عموم ِبلوہ کی وجہ سے کسی دوسرے امام کے قول کو اختیار کرلیا جاتا ہے۔[105]

مفتی شبیر احمد قاسمی فرماتے ہیں:

عمومِ بلویٰ اور ضرورتِ عامہ دونوں کا مصداق قریب قریب ایک ہی ہے، کبھی ضرورت عامہ کو عموم ِبلویٰ سے تعبیر کرتے ہیں اور کبھی عموم ِبلویٰ کو ضرورتِ عامہ سے تعبیر کرتے ہیں؛ لہٰذا جس طرح ضرورتِ عامہ کی وجہ سے عدول عن المذہب جائز ہوتا ہے، اسی طرح عمومِ بلویٰ کی وجہ سے بھی عدول عن المذہب جائز ہے۔[106]

عموم ِبلویٰ اور خبر واحد میں تعارض:

عمومِ بلویٰ اور خبر واحد میں تعارض کی صورت میں عمل خبر واحد پر ہوگا یا عمومِ بلویٰ پر اس بارے میں علماء اصول کااختلاف ہے۔ یہ اختلاف احناف اور جمہور کا ہے۔

احناف کا مؤقف:

احناف کا مؤقف یہ ہےکہ عمومِ بلویٰ کی وجہ سے امر محظور کو اختیار کرنے میں اگر کوئی خبر واحد معارض ہوجائے تو خبر واحد کو معمول بہا قرار نہ دے کر ابتلائے عام کی وجہ سے امر محظور کو اختیار کرنے کی اجازت ہوجاتی ہے۔ امام شاشی کا کہنا ہے کہ عمومِ بلویٰ کی وجہ سے خبر واحد پر عمل نہیں کیا جائے گا ۔[107]

اسی بات کو صاحب ''لغۃ الفقہاء'' نے ان الفاظ سے نقل فرمایا ہے:

قول الحنفية حديث الاحاد لا يعمل به فيما تعم به البلوى، وقولهم: عموم البلوى موجب للرخصة [108]

حنفیہ کا قول ہے کہ خبر واحد پر ان چیزوں میں عمل نہیں کیا جائے گا جس میں عموم بلوی ہو۔ اور عمومِ بلویٰ رخصت کو ثابت کرنے والا ہے۔

جمہور کا مؤقف:

جمہور ائمہ کے نزدیک عمومِ بلویٰ کے مقابلے میں خبر واحد کو ترجیح حاصل ہوگی۔[109]

امام شاطبی فرماتے ہیں کہ خبر واحد کا اگرشریعت کے کسی قاعدہ سے تعارض ہوجائے تو اس پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں،تو اس بارے میں امام ابوحنیفہ کی رائے یہ ہے کہ جائز نہیں،امام شافعی کا کہنا ہے کی جائز ہے جبکہ امام مالک کی معتمد رائے ہے کہ اگر حدیث کی تائید کسی دوسرے قاعدہ سے ہو رہی ہو تو عمل کیا جائے گا وگرنہ نہیں۔[110]

عمومِ بلویٰ اور قولِ صحابی کا تعارض:

جب عمومِ بلویٰ اور قولِ صحابی کا تعارض ہوجائے تو اس صورت میں قول صحابی کو ترک کردیا جائے گا اس بارے میں کوئی دو آراء نہیں۔ صاحب" فواتح الرحموت" تحریر کرتے ہیں:

وأما فيما عم البلوى به وورد قول الصحابي مخالفا لعمل المبتلين لا يجب الأخذ به بالاتفاق [111]

ایسے مسائل جن میں عمومِ بلویٰ ہے اور صحابی کا قول مبتلا ہونے والوں کےعمل کے خلاف ہو تو ایسی صورت بالاتفاق اس پر عمل کرنا واجب نہیں۔

عمومِ بلویٰ سے متعلق قواعدِ فقہیہ:

عمومِ بلویٰ سے متعلق سب سے بنیادی قاعدہ المشقة تجلب التيسير ہے-یعنی مشقت آسانی لے آتی ہے۔

علامہ سیوطی علماء کا قول نقل کرتے ہیں کہ تمام رخص شرعیہ اور اسباب تخفیف بشمول عمومِ بلویٰ کی تخریج قاعدہ
المشقة تجلب التيسير کے تحت ہوتی ہے۔ [112]

عمومِ بلویٰ سے متعلق مزید قواعد درج ذیل ہیں:

إذا ضاق الأمر اتسع الأمر إذا ضاق اتسع [113]

جب کوئی امر تنگ ہوتا ہے تو کشادہ ہوجاتا ہے۔

الضرورات تبيح المحظورات [114]

ضرورتیں ممنوعات کو مباح کرتی ہیں۔

ما لا يمكن التحرز منه يكون عفوا. [115]

جس سے بچنا ناممکن ہو وہ معاف ہے۔

ما جاز لعذر بطل بزواله [116]

جو چیز کسی عذرکی بناء پر جائز ہوتی ہے تو اس کے زوال کے ساتھ ہی باطل ہوجاتی ہے۔

ما أدّى إلى الضّيق والحرج وتنفير الناس عنه كان حكمه ساقطاً [117]

جو چیز تنگی وحرج کی طرف لے جائے اور تنفیر ناس کا سبب ہو اس کا حکم ساقط ہوتا ہے۔

المشقة والحرج،إنما يعتبران في موضع لا نص في

مشقت اور حرج دونوں کا اعتبار غیر منصوص مقام میں ہی ہوتا ہے،منصوص میں نہیں۔ [118]

من ابتلى ببليتين فليتخير أيسرهما [119]

جو شخص دو مصیبتوں میں گرفتار ہو جائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اہون کو اختیار کرے۔

لا ينكر تغير الأحكام بتغير الأزمان [120]

تغیر ازمان سے تغیر احکام کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

الضرر يدفع بقدر الإمكان [121]

ضرر کوممکن حد تک دفع کیا جائے گا۔

مواضع الضرورة مستثناة عن قواعد الشرع [122]

مواقعِ ضرورت قواعدِ شرع سےمستثنیٰ ہوا کرتے ہیں۔

خلاصہ بحث:

شریعت اسلامیہ نے معاملات اور تمدنی امور میں مکلفین کو غیر معمولی صعوبتوں اور مشقتوں سے بچانے کے لئے اور مرور زمانہ کے ساتھ حالات کی نزاکت اور ناسازگاری کو شریعت کے منشاء ومقاصد سے ہم آہنگ

کرنےکےلئے عموم بلویٰ کی رعایت رکھی ہے اور اس رعایت کا مقصد محارم شریعت کا استحلال یااحکام شریعت کا تعطل نہیں ہے بلکہ شریعت کی دوامی حیثیت کی حفاظت ہے اور عصر حاضر کے بہت سے پیچیدہ مسائل سے نبر د آزما ہونے کےلئے اور بہت سی اشیاءجن سے بچنا بہت مشکل ہے جیسا کہ تداویٰ بالمحرم،جیلاٹین کا استعمال ،تصویرکشی،الکوحل ملی اشیاء کا استعمال جوکہ ابتلائے عام کی شکل اختیار کرگیا ہے،ان مسائل کے حل لئے عموم بلویٰ کا اصول فقہاء کو ایک وسیع میدان مہیا کرتا ہےجہاں وہ اجتہادی گھوڑوں کو خوب دوڑا سکتے ہیں اور پیش آمدہ مسائل کو شریعت سے ہم آہنگ کرسکتے ہیں ۔یہی وجہ ہے کہ فقہاء کرام نے عموم بلویٰ سے متعلقہ مسائل میں مذہب غیر پر فتویٰ دینے کو بھی جائز کہا ہےلیکن یہ سب اس صورت میں جائز ہے جب کسی چیز میں ابتلائے عام متحقق ہو اور فقہاء کی طے کردہ شرائط پائی جاتی ہوں۔

حواشی و حوالہ جات

1 - رازی،محمد بن ابی بکر بن عبدالقادر، مختار الصحاح،مکتبۃ لبنان ناشرون،بیروت،1995،ص467؛ کفومی،ابو البقاء،ایوب بن موسی الحسینی ،کتاب الکلیات،مؤسسۃالرسالۃ،بیروت،1998،ص1046

2 - اصفہانی، راغب،ابو القاسم الحسین بن محمد ، المفردات فی غریب القرآن،دار المعرفۃ،لبنان،س۔ن،ص346

3 - جرجانی،علی بن محمد بن علی،التعریفات،دار الکتاب العربی،بیروت،الطبعۃ الاولی ، 1405،ص19

4 - برکتی،محمد عمیم الاحسان، قواعد الفقہ،الصدف ببلشرز،کراتشی،1986،ص391

5 - الموسوعۃالفقھیۃ الکویتیۃ،مترجم،اسلامی فقہ اکیڈمی،انڈیا،ج31،ص33

6 - لکھنوی،عبد العلی،محمد بن نظام الدین،فواتح الرحموت،دار الکتب العلمیۃ، بیروت،2002،ج1،ص243

7 - ملاجیون،احمد بن سعید،نورالانوار،تح:حافظ ثناء اللہ الزاہدی،مرکز لامام البخاری للتراث والتحقیق،پاکستان،1998،ج2،ص10-11

8 - مختار الصحاح،ص73

9 - جزری،ابو السعادات المبارك بن محمد ،النھایۃ فی غریب الحدیث والاثر،المکتبۃ العلمیۃ،بیروت ،1399،ج1،ص411

10 - افریقی،محمد بن مکرم بن منظور، لسان العرب، دار صادر،بیروت،س۔ن،ج14،ص83

11 - فراہیدی،ابوعبد الرحمن،خلیل بن احمد،کتاب العین،مؤسسۃ دار الھجرہ،ایران،الطبعہ الثانیہ،1410،ج8،ص339؛کتاب الکلیات،ص367

12 - محمد:31

13 - مفردات القرآن،ص61

14 - مناوی،محمد عبد الرؤوف، التعاریف،دار الفکر،بیروت،الطبعۃ الاولی ، 1410،ص143-142

15 - مجمع اللغۃ العربیۃ،المعجم الوسیط،مکتبہ الشروق الدولیہ،مصر،الطبعۃ الرابعہ،3004،ص71

16 - زیلعی، فخر الدین،عثمان بن علی بن محجن البارعی،تبیین الحقائق،المطبعۃ الکبری الأمیریۃ، بولاق، القاہرۃ، الطبعۃالاولی، 1313،ج6،ص13

17 - رضوی، محمد نظام الدین ،مفتی ،فقہ اسلامی کے سات بنیادی اصول،والضحی پبلیکیشنز،لاہور،پاکستان،2014،ص161
18 - صنعانی،محمد بن اسماعیل الامیر، اجابة السائل شرح بغیة الآمل،مؤسسةالرسالة ،بیروت،الطبعةالاولی ، 1986 ،ص109
19 - سانو،قطب مصطفی ،دکتور،معجم مصطلحات اصول الفقہ،دارالفکرالمعاصر،بیروت،لبنان، الطبعةالاولی ،2000، ص299
20 - زیدان، عبد الکریم،دکتور،الوجیز فی شرح القواعد الفقہیة ،مؤسسة الرسالة،بیروت، الطبعةالاولی ،2001،ص61
21 - زحیلی،وهبة،دکتور، نظریة الضرورة الشرعیة،مؤسسة الرسالة،بیروت، الطبعة الرابعة،1985،ص123
22 - قلعجی ،محمد رواس،وغیرہ،معجم لغةالفقہاء،دار النفائس للطباعة والنشر والتوزیع الطبعةالثانیة،1988،ص110
23 - معجم لغةالفقہاء،ص322
24 - غازی،محمود احمد،ڈاکٹر،محاضرات فقہ، الفیصل ناشران وتاجران کتب، لاہورص291
25 - عرفانی، عبد المالک، ڈاکٹر،اسلامی نظریہ ضرورت،شریعہ اکیڈمی،بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد،2001،ص75
26 - ایضا،ص 83
27 - النور:58
28 - النسفی ،ابو البرکات ،عبد اللہ بن احمد ، تفسیر النسفی،دار النفائس - بیروت، 2005،ج3،ص128؛الفاسی،ابو العباس ،احمد بن محمد ، البحر المدید، دار الکتب العلمیة،بیروت،الطبعة الثانیة،2002،ج5،ص150؛ ابن العربی ،القاضی، محمد بن عبد اللہ ، احکام القرآن،دار الکتب العلمیة،بیروت، الطبعةالثالثة،،2003،ج3، ص 417
29 - الحج:78
30 - الحاکم، ابو عبد اللہ،محمد بن عبد اللہ بن محمد، المستدرک ،تح:مصطفی عبد القادر عطا،دار الکتب العلمیة،بیروت، الطبعة: الاولی،1990،ج2،ص424
31 - البغوی ، ابو محمد الحسین بن مسعود۔ شرح السنة،تح: شعیب الارنؤوط،المکتب الاسلامی ، بیروت،دمشق،الطبعةالثانیة،1983، ج1،ص108
32 - البقرہ:185
33 - النساء:28
34 - البقرہ:286
35 - حنظلی،اسحاق بن ابراہیم ہ،مسند اسحاق بن راہویہ،مکتبة الایمان،المدینة المنورة،1991،ج2،ص293؛موصلی،ابو یعلی احمد بن علی، مسند ابی یعلی،دار المأمون للتراث،دمشق، الطبعة الاولی،1984،ج7،ص345
36 - البخاری،ابو عبد اللہ،محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح البخاری،تح:محمد زهیر بن ناصر،الدار طوق النجاةالطبعةالاولی، 1422، ج1،ص16
37 - حنبلی،ابو الفرج، عبد الرحمن بن احمد بن رجب، جامع العلوم والحکم،دار المعرفة،بیروت،الطبعة الاولی ،1408،ص309
38 - قشیری،ابو الحسن ،مسلم بن الحجاج، ،دار احیاء التراث العربی،بیروت،س-ن،ج2،ص1104؛ مسند ابی یعلی،ج4،ص174
39 - طبرانی،ابو القاسم،سلیمان بن حمد، المعجم الکبیر،مکتبة العلوم والحکم،الموصل،الطبعة الثانیة،1983،ج11،ص213
40 - سجستانی،ابو داؤد سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داود،دار الکتاب العربی ،بیروت،س-ن ج1،ص29
41 - الموسوعة الفقہیة الکویتیة مترجم،ج14،ص267

42 - فقہ اسلامی کےسات بنیادی اصول۔ص172

43 - باحسین،یعقوب عبد الوہاب،دکتور،رفع الحرج فی الشریعہ الاسلامیہ ،مکتبہ الرشد،الریاض،الطبعۃ الرابعہ،2001، ص436

44 - الدوسری،مسلم بن محمد بن ماجد عموم البلویٰ دراسۃ نظریۃ تطبیقیۃ، مکتبۃ الرشد، الریاض،الطبعۃ الاولی،2000،ص66

45- شیبانی،ابو عبد اللہ محمد بن الحسن، الجامع الصغیر،عالم الکتب،بیروت،1406،ص448؛سرخسی،ابی بکر،محمد بن احمد ،اصول السرخسی،دار الکتاب العلمیۃ،بیروت، الطبعۃ الاولی،1993،ج1،ص376؛ میدانی،عبد الغنی الغنیمی، اللباب في شرح الکتاب،دار الکتاب العربی،بیروت،س-ن،ج1،ص27؛ قرافی،احمد بن ادریس، الذخیرۃ، دارالغرب، بیروت، 1994، ج1، ص175؛ دمیاطی،بکری،عثمان بن محمد، اعانۃ الطالبین،دار الفکر ،بیروت،الطبعۃالاولی،1997،ج2،ص261؛ مرداوی،ابو الحسن،علی بن سلیمان، الانصاف، دار احیاء التراث العربی،بیروت،الطبعۃ الاولی،1419،ج1،ص241۔

46 - زیلعی،فخر الدین عثمان بن علی،تبین الحقائق،دار الکتب الاسلامی،القاہرۃ ،1313،ج1،ص73؛ طحطاوی،احمد بن محمد ، حاشیۃ الطحطاوی، المطبعۃالکبری الامیریۃ ببولاق،مصر ،1318،ص102؛ الذخیرۃ،ج1،ص175؛ شربینی،محمد الخطیب،الاقناع، مکتبہ دار الفکر، بیروت،1415، ج1،ص237؛ کلوذانی، ابو الخطاب ،محفوظ بن احمد، الهدایۃ علی مذهب الامام احمدبن حنبل، مؤسسۃ غراس للنشر والتوزیع،الکویت،الطبعة الاولی،2004،ص294

47 - رعینی،ابو عبد اللہ،محمد بن محمد،مواهب الجلیل،دار عالم الکتب،بیروت،2003،ج1،ص222؛قروی،محمد العربی، الخلاصۃ الفقهیۃ علی مذهب السادۃالمالکیۃ، دار الکتب العلمیۃ،بیروت،س-ن،ص3؛عز الدین ،عبد العزیز بن عبد السلام، قواعد الاحکام فی مصالح الانام،دار المعارف بیروت،س-ن،ج2،ص8؛ الفروق،ج2،ص342؛ماوردی،ابو الحسن، علی بن محمد، الحاوی فی فقہ الشافعی،دار الکتب العلمیۃ، بیروت،الطبعۃ الاولی،1994،ج15،ص48؛ زرکشی،شمس الدین، ابی عبد اللہ،محمد بن عبد اللہ، شرح الزرکشی علی مختصر الخرقی، دار الکتب العلمیۃ،بیروت، لبنان،2002،ج1،ص493

48 - دسوقی،محمد عرفہ، حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر ،دار الفکر ،بیروت،س-ن،ج1،ص71

49 - کشاف القناع،ج1،ص32؛شیبانی، عبد القادر بن عمر بن عبد،نیل المآرب،مکتبۃ الفلاح، الکویت، الطبعۃ الاولی،1983،ج1،ص41؛ خرشی،محمد بن عبد اللہ، شرح مختصر خلیل للخرشی،دار الفکر،بیروت،س-ن،ج1،ص108؛ نووی،ابو زکریا،یحیی بن شرف، المجموع شرح المهذب،دار الفکر،بیروت،س-ن،ج3،ص135

50 - سرخسی،شمس الدین، ابو بکر محمد، المبسوط للسرخسی،دار الفکر ، بیروت،لبنان،الطبعۃ الاولی،2000،ج11،ص198؛ مواهب الجلیل،ج1،ص161؛ مقدسی،عبد اللہ بن احمد بن قدامۃ، روضۃالناظر وجنۃالمناظر،جامعۃ الامام محمد بن سعود، الریاض، الطبعۃالثانیۃ، 1399،ص217

51 - قرافی،احمد بن ادریس ، الفروق،تح:خلیل المنصور،دار الکتب العلمیۃ، بیروت،1998،ج2،ص200؛ الموافقات،ج5،ص262

52 - حنبلی،ابو الفرج، عبد الرحمن بن احمد بن رجب،تح:طہ عبد الرؤوف سعد،مکتبۃالکلیات الازہریۃالطبعۃالاولی،1971،ص256

53 - شامی،ابن عابدین، حاشیۃ رد المختار علی الدر المختار شرح تنویر الابصار،دار الفکر للطباعۃوالنشر، بیروت،2000،ج1،ص324

54- البخاری ، علاء الدین، عبد العزیز بن احمد ،کشف الاسرار،تح : عبد اللہ محمود محمد عمر،دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃالاولی، 1997ج، 3،ص114

55 - الانصاری ،ابو یحیی،زکریا بن محمد ، فتح الوهاب بشرح منهج الطلاب ،دار الکتب العلمیۃ، بیروت،1418،ج1،ص208؛عبدری،ابو عبد اللہ، محمد بن یوسف بنابی القاسم، التاج

والاكليل،دار الفكر،بيروت،1398،ج2،ص441؛خضرمی،سالم بن سمير،متن سفينة النجاه، دارالمنهاج، جده، الطبعة الاولی،2009،ص61

56 - المبسوط للسرخسی،ج3،ص177
57 - شرح مختصر خليل للخرشی،ج2،ص258
58 - الزركشی ،محمد بن بہادر ،المنثور فی القواعد،تح:د.تيسير فائق احمد محمود،وزارة الاوقاف والشئونالاسلامية، الكويت، الطبعةالثانية، 1405، ج3، ص170
59 - المبسوط للسرخسی،ج،12،ص28
60 - جوزية،ابن قيم ،محمد بن ابی بكر بن ايوب،زاد المعاد فی هدی خير العباد،مؤسسة الرسالة، بيروت، السابعة والعشرون، 1994، ج5، ص820؛سلطان العلماء، ابو محمد،عز الدين عبد العزيز بن عبد السلام، قواعد الاحكام فی مصالح الانام،دار المعارف بيروت،لبنان،س-ن،ج2،ص9
61 - عموم البلوىٰ،ص85
62 - صحيح بخاری، ج2،ص4
63 - المرداوی، علاء الدين،ابو الحسن علی بن سليمان، الانصاف ،دار احياء التراث العربی بيروت،لبنان،الطبعة الاولی،1419،،ج1،ص149
64 - السيوطی،عبد الرحمن بن ابی بكر،الاشباه والنظائر،دار الكتب العلمية،بيروت،1403،ص79؛ الاشباه والنظائر لابن نجيم،ص80 ؛ عموم البلوی،ص88-85 ملخصا
65 - الاشباه والنظائر للسيوطی،ص426،الاشباه والنظائرلابن نجيم،ص76؛جوزية،ابن قيم،محمد بن ابی بكر ايوب ،تحفة المودود باحكام المولود،مكتبة دار البيان،دمشق، الطبعة الاولی ،1971،ص218
66 - بورنو،محمدصديق بن احمد،دكتور،الوجيز فی ايضاح قواعد الفقہ الكليہ،مؤسسہ الرسالة،بيروت،الطبعہ الرابعہ،1996،ص 233
67 - الاشباه والنظائر لابن نجيم،ص81؛ الاشباه والنظائر للسيوطی،ص80
68 - عموم البلوىٰ،ص110
69 - عموم البلوىٰ،ص 111
70 - المنثور في القواعد،ج1،ص122
71 - عموم البلوىٰ،ص110-109
72 - عموم البلوىٰ،ص119
73 - عموم البلوىٰ،ص119
74 - الماوردی،ابو الحسن، علی بن محمد بن محمد، الحاوی فی فقہ الشافعی،دار الكتب العلمية،بيروت،الطبعةالاولی،1994،ج9،ص36-35؛ جوينی،امام الحرمين،عبد الملك بن عبد الله، نہايةالمطلب فی درايةالمذهب ،دار المنهاج،الطبعةالاولی،2007،ج12،ص36؛عموم البلوىٰ،ص129-128
75 - ابن تيميہ،ابو العباس،احمد بن عبد الحليم،مجموع الفتاوی،دار الوفاء،الطبعةالثالثة،2005،ج26،ص225؛ اعلام الموقعين،تح:طہ عبد الرءوف سعد،دار الجيل،بيروت،،1973،ج3،ص16
76 - الموسوعة الفقہية الكويتية،مترجم،ج22،ص333
77 - المبسوط للسرخسی،ج4،ص186
78 - ابن نجيم،زين العابدين بن ابراہيم،الاشباه والنظائر،دار الكتب العلمية،بيروت،لبنان الطبعة ،1980،ص83
79 - المقدسی،ابن قدامة ،عبد الله بن احمد، المغنی،دار الفكر،بيروت،الطبعة الاولی،1405،ج3،ص361؛ المجموع ،7،ص495؛ الوجيز فی ايضاح قواعد الفقہ ،ص 228
80 - الزركشی،بدر الدين،محمد بن بهادر،البحر المحيط، تح:محمدتامر،دار الكتب العلمية،بيروت،2000،ج1،ص546

81 - الشیبانی،ابو عبد اللہ،محمد بن الحسن بن فرقد، المبسوط،تح:ابو الوفا الافغانی،ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃکراتشی،س-ن،ج2، ص460-459 ؛المبسوط للسرخسی،ج4،ص186؛ابو یوسف،یعقوب بن ابراہیم،امام، اختلاف ابی حَنیفۃ وابن ابی لیلی،لجنۃاحیاء المعارف النعمانیۃ،الھند،س-ن،139-138؛شافعی،ابو عبد اللہ ،محمد بن ادریس،الام،دارالمعرفۃ، بیروت، 1393، ج7، ص146؛ شربینی،محمد الخطیب، مغنی المحتاج،دار الفکر،بیروت،س-ن،ج1،ص528

82 - زیلعی،فخر الدین عثمان بن علی، تبین الحقائق،دار الکتب الاسلامی، القاہرۃ،1313،ج2،ص70

83 - ابن الہمام ،کمال الدین محمد بن عبد الواحد، فتح القدیر،دار الفکر،بیروت،س-ن،،ج1،ص204

84 - موسوعۃ الفقہیہ الکویتیۃ، مترجم ،17،ص228

85 - کشف الاسرار،ج3،ص73؛ المبسوط للسرخسی،ج1،ص460؛ علاء الدین الکاسانی، بدائع الصنائع،دار الکتاب العربی،بیروت،س-ن،ج1،ص215

86 - الباحسین،یعقوب عبد الوھاب،دکتور،رفع الحرج فی الشریعہ الاسلامیہ،مکتبہ الرشد،الریاض،2001،ص101

87 - عمومِ بلویٰ،ص338

88 - عمومِ بلویٰ،ص339-338

89 - قرطبی،ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد، الکافی فی فقہ اھل المدینۃ،مکتبۃ الریاض الحدیثۃ، الریاض، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ،الطبعۃالثانیۃ،1980،ج1،ص193؛ الام،ج7،ص205؛مجموع الفتاوی،ج24ص76؛مروزی،اسحاق بن منصور،مسائل الامام احمد بن حنبل واسحاق بن راھویہ،عمادۃ البحث العلمی، الجامعۃالاسلامیۃ بالمدینۃ المنورۃ، المملکۃ العربیۃ السعودیۃالطبعۃالاولی،2002،ج2،ص439

90 - وہبہ الزحیلی،دکتور،الفقہ الاسلامی وادلتہ،دار الفکر،دمشق،س-ن،ج2،ص509

91 - المجموع شرح المھذب،ج2،ص598

92 - حاشیۃالدسوقی،ج1،ص74

93 - بہوتی،منصور بن یونس بن ادریس، کشاف القناع عن متن الاقناع،تح:ھلال مصیلحی مصطفی ھلال،دار الفکر، بیروت،1،1402،ص218

94 - الموافقات،2،ص222

95 - الاشباہ والنظائرلابن نجیم،ص86

96 - الاشباہ والنظائرلسبکی،ج1،ص154

97 - الاشباہ والنظائرلسبکی،ج1،ص154؛ المنثور فی القواعد،ج2،ص168

98 - الاشباہ والنظائر - سبکی،تاج الدین،عبد الوھاب بن علی،دار الکتب العلمیۃ، الطبعہۃالاولی،1991،ج1،ص154؛

99 - ابن امیر الحاج، التقریر والتحریر،دار الفکر، بیروت،1996،،ج2،ص271؛ شرح التلویح علی التوضیح،تفتازانی،سعد الدین مسعود بن عمر،دار الکتب العلمیۃ،بیروت،الطبعۃالاولی،1996،ج2،ص410

100 - الفقہ الاسلامی وادلتہ،ج4،ص158-157؛ کشاف القناع،ج1،ص505 الموسوعۃالفقھیۃ الکویتیۃ،ج25،ص33

101 - تھانوی،اشرف علی،مولانا،ملفوظات حکیم الامت،ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان،س-ن ،ج13،ص212

102 - رشید احمد، مفتی،احسن الفتاوی،ایچ ایم سعید کمپنی،کراچی،1418،ج8،ص490

103 - ندوی،محمد زید مظاہری،تحفۃ المفتی،ادارہ افادات اشرفیہ،لکھنؤ،1434،ص54

104 - تھانوی،اشرف علی،مولانا،ملفوظات حکیم الامت،ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان،1427،ج23،ص207

105 - عثمانی ،ظفر احمد،مولانا،امداد الاحکام،مکتبہ دار العلوم کراچی،2009،،ج1ص213

106 - قاسمی،شبیراحمد، مفتی، فتاویٰ قاسمیہ، مکتبہ اشرفیہ، دیوبند، ضلع سہارنپور، الہند، 1437،ج1،ص272-273
107 - شاشی،ابو علی،احمد بن محمد بن اسحاق، اصول الشاشی، دار الکتاب العربی،بیروت،1402،ص284
108 - معجم لغۃ الفقہاء،ص110
109 - سمعانی،ابو المظفر، منصور بن محمد بن عبد الجبار،قواطع الادلۃفی الاصول،تح:محمد حسن محمد،دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، الطبعۃالاولی، 1999،ج1،ص356؛ بدران،عبد القادر بن احمد بن مصطفی، المدخل الی مذہب الامام حمد بن حنبل،تح:محمد امین ضناوی دار الکتب العلمیۃ،بیروت،الطبعۃالاولی،1996،ص103؛ طوفی،نجم الدین،سلیمان بن عبد القوی بن الکریم،شرح مختصر الروضۃ، تح:عبد اللہ بن عبد المحسن الترکی،مؤسسۃ الرسالۃ،الطبعۃالاولی1987،ج2،ص233؛الحفناوی،محمد ابرہیم،دکتور، دراسات اصولیۃ فی السنۃ النبویۃ،دار الوفاءللطباعۃوالنشر والتوزیع،مصر،الطبعۃ الاولی،1991،ص315
110 - الشاطبی،ابراھیم بن موسی بن،الموافقات،تح:ابو عبیدة مشھور بن حسن،،دار ابن عفان،الطبعۃ الاولی،1997،ج3،ص201
111 - فواتح الرحموت،ج2،ص232
112 - سیوطی،عبد الرحمن بن ابی بکر، الاشباہ والنظائر،دار الکتب العلمیۃبیروت،1403،ص77،بتصرف
113 - الاشباہ والنظائر لابن نجیم،ص84؛الاشباہ والنظائر للسبکی،ج1،ص61
114 - الاشباہ والنظائر لابن نجیم،ص85؛
115 - المبسوط للسرخسی،ج15،ص187؛ بدائع الصنائع،1،ص239
116 - الاشباہ والنظائر لابن نجیم،ص86؛ الاشباہ والنظائر للسیوطی،ص85؛ الزرقا ،الشیخ احمد بن محمد، شرح القواعد الفقهیة،دار القلم،س-ن،ص110
117 - البور نو، محمد صدقی بن احمد،موسوعۃ القواعد الفقہیہ،مؤسسۃ الرسالۃ،بیروت،الطبعۃ الاولیٰ،ج9،ص38
118 - الاشباہ والنظائرلابن نجیم،ص83
119 - الفناری ،محمد بن حمزة بن محمد، شمس الدین، فصول البدائع فی اصول الشرائع،تح:محمد حسین محمد حسن اسماعیل،دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان،الطبعۃالاولی، 2006،ج1،ص183-184؛ الاشباہ والنظائرلابن نجیم،ص89
120 - الاشباہ والنظائرلابن نجیم،ص83؛ قواعد الفقہ،ص122
121 - الفتوحی،ابن النجار،ابو البقاء،محمد بن احمد، شرح الکوکب المنیر،تح:محمد الزحیلی،مکتبۃ العبیکان، الطبعۃ الثانیۃ، 1997، ج4، ص443؛ شرح القواعد الفقهیة،دار القلم،س-ن،ص118
122 - کشف الاسرار،ج3،ص73